بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹیلیفون نمبر ۳۲

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵ ۲

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

خطبہ نمبر ۲۵

قادیان

یوم چہارشنبہ

جلد ۳۲ | ۵ ماہ وفا ۱۳۲۳ ہش | ۱۳ رجب ۱۳۶۳ھ | ۵ جولائی ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۵۵

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۳ ماہ وفا (بذریعہ ڈاک) ½ ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ثم الحمد للہ

حضور کے اہل بیت اور خدام بخیریت ہیں۔

قادیان ۴ ماہ وفا۔ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی علالت بہت طویل ہوگئی ہے جس کی وجہ سے سارے خاندان کو بہت تشویش ہے۔ احباب خاص طور پر صحت کے لئے دعا کرتے رہیں

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب واپس تشریف لے گئے ہیں۔

افسوس کل ماسٹر قمر الدین صاحب منیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی لڑکی جو مکرم مولوی رحمت علی صاحب حال مبلغ جاوا کی ...

خطبہ جمعہ

دینی علم نہ ہونے اور عربی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے دقّتیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۹ ماہ احسان ۱۳۲۳ ہش مطابق ۹ جون ۱۹۴۴ء بمقام ڈلہوزی کوٹھی اپر لیمی

مرتبہ ـــــــ غلام نبی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چونکہ قرآن کریم

عربی زبان

میں ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی احادیث بھی عربی میں ہیں۔ اور عرب اس وقت سب سے پیچھے ہیں تعلیم میں۔ دین میں اور دین پر عمل کرنے میں۔ اور زیادہ تر مقابلہ جو اسلام کا غیر مذاہب سے ہو رہا ہے۔ وہ دوسرے ممالک خاص کر ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ عرب میں دجالی فتنے اتنے زور شور سے داخل نہیں ہوئے۔ جتنے زور سے دوسرے ممالک میں داخل ہوتے ہیں۔ بوجہ عربوں میں تعلیم کی کمی کے۔ اور بوجہ اس ملک کے غیر ذی زرع ہونے کے غیر قوموں کی توجہ کو اس نے اپنی طرف اس طرح نہیں کھینچا۔ جس طرح دوسرے زرخیز ممالک نے کھینچا ہے۔ اس لئے وہ قومیں جو مختلف رنگوں میں

اسلام پر حملہ آور

ہیں۔ اس کثرت سے اس ملک میں داخل نہیں ہوئیں جس کثرت سے دوسرے ممالک میں داخل ہوتی ہیں۔ اس لئے

اسلام اور غیر اسلام کی جنگ

کا میدان اس زمانہ میں عرب نہیں۔ بلکہ دوسرے ممالک ہیں۔ اور خصوصاً ہندوستان ہے۔ کیونکہ ہندوستان ہی اس زمانہ میں

سب مشہور مذاہب کا مرکز

بنا ہوا ہے۔ دوسرے ممالک میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ مثلاً مصر ہے۔ وہ اتنا دور ہے ہندو مذہب سے۔ اور وہ اتنا دور ہے۔ ہندو تہذیب سے۔ کہ وہاں ہندو دھرم کی اسلام سے جنگ نہ ہو سکتی تھی۔ اسی طرح مصر اتنا دور ہے۔ بدھ مت سے۔ اور اتنا دور ہے بدھ تہذیب سے۔ کہ وہاں اسلام اور بدھ مت کا مقابلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ بے شک بعض اور ممالک ایسے بھی ہیں۔ جہاں اسلام کی غیر مذاہب سے جنگ ہو سکتی تھی۔ مگر وہاں بھی سارے ادیان سے نہیں ہو سکتی تھی۔ ایسی جنگ

صرف ہندوستان میں

ہی ہو سکتی تھی۔ اور ہو رہی ہے۔ یہاں عیسائیت موجود ہے۔ کیونکہ حکمران عیسائی ہیں۔ یہاں یہودی قوم کی بھی پرانی نسل اور کئی نئی نسلیں پائی جاتی ہیں۔ چونکہ ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے۔ اور زرخیز اور تجارتی ملک ہے۔ اور یہودی تجارت پیشہ لوگ ہیں۔ اور بڑے بھاری تجار ہیں۔ اس لئے وہ ہندوستان میں آئے۔ اور یہاں بس گئے۔ اسی طرح زرتشت مذہب بھی بحیثیت قوم ہندوستان میں پایا جاتا ہے اور صرف ہندوستان میں ہی پایا جاتا ہے سیر و سیاحت کے لئے اس مذہب کے لوگ کسی اور ملک میں چلے جائیں تو اور بات ہے مگر بحیثیت قوم یہ مذہب ہندوستان میں ہی پایا جاتا ہے۔ اسی طرح قدیم مذاہب میں سے ہندو دھرم ہے اور ہندوستان اس کا مرکز ہے۔ پھر جین مت ہے۔ اس کا مرکز بھی ہندوستان میں ہی ہے۔ پھر بدھ مت ہے اس کا مرکز بھی ہندوستان ہی ہے۔ گو اور علاقوں کی طرف یہ مت ہندوستان کی نسبت زیادہ پھیل گیا ہے۔ مگر ہندوستان کے ساتھ پہلے برما بھی شامل تھا۔ اور برما میں اس مذہب کا بہت بڑا مرکز ہے۔

پس ہندوستان

دنیا کے تمام معروف اور قدیم مذاہب کا یا تو مرکز ہے یا وہ کسی نہ کسی وجہ سے ہندوستان میں جمع ہو گئے ہیں۔ ہندو دھرم۔ بدھ مت۔ جین ازم اور پارسی مذاہب کا تو ہندوستان مرکز ہے۔ عیسائی گو یہاں کثرت سے نہیں۔ لیکن ان کے حاکم ہونے کی وجہ سے یہ مذہب بھی ہندوستان میں آگیا۔ یہودی چونکہ

تاجر لوگ ہیں۔ وہ تجارت کی وجہ سے ہندوستان میں آگئے۔ اسلام تو ہندوستان میں ہے ہی غرض جو مذاہب پرانی تہذیبوں کے مدعی ہیں یا دوسروں پر اپنی فوقیت کا دعوےٰ رکھتے ہیں۔ وہ ہندوستان میں موجود ہیں۔ گویا بہت سے تو ایسے مذاہب ہیں۔ جن کا یا تو ہندوستان مرکز ہے۔ یا پھر وہ باہر سے ہندوستان میں آگئے ہیں۔ اس لئے اس زمانہ میں ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں اسلام اور غیر مذاہب کی مکمل جنگ ہو سکتی تھی۔ ادھر ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے۔ جو

عربی زبان سے بالکل بے بہرہ

ہے۔ اگر کوئی محنت اور کوشش کر کے قرآن کریم اور احادیث پڑھ لے تو اور بات ہے۔ ورنہ پنجابی جاننے والے۔ بنگالی جاننے والے۔ مرہٹی جاننے والے۔ تلنگو جاننے والے اور ہندوستان کی دوسری زبانیں جاننے والے عربی زبان سے بہت دور ہیں۔ کیونکہ یہ زبانیں عربی سے بہت دور ہیں۔ البتہ اردو کسی قدر عربی زبان کے قریب ہے۔ ان حالات میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بسنے والے مسلمان

دین اسلام سیکھنے کی آسانی

میں سب سے پیچھے ہیں۔ بے شک چین میں بھی مسلمان پائے جاتے ہیں اور وہاں بھی ان کی کروڑوں کی تعداد ہے۔ مگر پھر بھی ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد کے برابر ان کی تعداد نہیں۔ اور نہ اور مذاہب کے لوگ مثلاً جینی۔ پارسی اور ہندو وہاں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنا مامور اس ملک میں بھیجا۔ جو

سارے مذاہب کا مرکز

ہے۔ اور وہ ہندوستان ہے۔ مگر ہمارے لئے سب سے زیادہ مشکل یہ ہے۔ کہ بڑی محنت سے اور بڑی کوشش سے دین کی واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔ ورنہ زبان سے تعلق رکھنے والی جو آسانیاں ہوتی ہیں۔ وہ ہندوستان میں رہنے والے لوگوں کو حاصل نہیں ہیں۔ نہ تو عرب سے ہندوستان کی سرحد ملتی ہے۔ نہ عربی تمدن ہندوستان میں پایا جاتا ہے۔ نہ ہندوستان کے لوگ عربی زبان جانتے ہیں۔ بلکہ ایسی زبانیں جانتے ہیں۔ جو کسی وقت عربی زبان سے ہی نکلی ہوں۔ کیونکہ

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

عربی زبان ام الالسنہ ہے

مگر اس وقت ان زبانوں کا عربی سے اتنا بُعد ہو چکا ہے۔ کہ گویا عربی سے ان کا کبھی جوڑ ہوا ہی نہیں تھا۔ مرہٹی اور گجراتی زبانوں کے لہجے اور مالاباری اور تلنگو زبان کے الفاظ عربی زبان کے سامنے رکھے جائیں تو کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کا کوئی تعلق عربی زبان سے ہے۔ ڑ اور ڈ کا ان میں اتنا زور ہوتا ہے۔ کہ عربی سے ان کا کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔

اس وجہ سے میں نے دیکھا ہے۔ کہ ہندوستان میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پیش کرنے میں اور آپ کے سلسلہ کی اشاعت کرنے میں اور مشکلات ہیں۔ وہاں زبان عربی سے لوگوں کا ناواقف ہونا بھی

بہت بڑی مشکل

ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے اور آپ پر ایمان لانے والوں کی تربیت کرنا بھی بے حد مشکل ہے۔ عربوں کے لئے عربی جاننے کی وجہ سے دین سیکھنے میں بہت آسانی تھی۔ جب تک ان کے سامنے یہ سوال ہوتا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچے اور راستباز ہیں یا نہیں۔ قرآن خدا کا کلام ہے یا نہیں۔ اس وقت تک ان کے لئے مشکل ہوتی تھی۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت ان پر واضح ہو جاتی۔ اور وہ آپ پر ایمان لے آتے۔ اور یقین کر لیتے۔ کہ قرآن کریم خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ تو پھر قرآن کریم ان کے لئے

بالکل کھلی ہوئی کتاب

ہوتی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سمجھنا بالکل آسان ہوتا۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے۔ اور آپ جو کچھ فرماتے۔ وہ عربی زبان میں بیان فرماتے۔ اور سننے والے باآسانی اسے سمجھ لیتے۔ اور اس کے مطابق اپنے عقائد اور اعمال بنا لیتے۔ اور اپنی اصلاح کرتے ہوئے روحانی مدارج حاصل کرتے جاتے۔ اس طرح ان کے لئے کس قدر آسانی تھی۔

اسی طرح

یہود کی زبان عبرانی

تھی۔ اور ان میں جو انبیاء آئے۔ وہ عبرانی میں باتیں کرتے تھے۔ اور عبرانی میں ہی دین کی تعلیم دیتے تھے۔ اسی زبان میں ان کی مقدس کتابیں تھیں۔ مگر اس کے بعد خدا تعالےٰ نے ایک نیا طریق جاری کیا۔ اور وہ یہ کہ عرب میں ایک ایسا نبی بھیجا جو ساری دنیا کے لئے تھا۔ اور دنیا کی ساری زبانیں بولنے والے لوگوں کے لئے تھا۔ عرب اس کے پہلے مخاطب تھے۔ اور عربوں نے خدا تعالےٰ کے اس انعام اور فضل کی جو قدر کی۔ اور اس کے لئے جس قدر قربانیاں کیں۔ کسی اور قوم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مگر ۵۰۔۶۰ سال سے زیادہ عرصہ تک عربوں کے پاس حکومت نہ رہی۔

بنو امیہ کی سو سال تک حکومت

رہی۔ وہ خالص عرب تھے۔ اور عربوں کی پرورش بھی کرتے رہے۔ مگر انہوں نے عرب کو چھوڑ کر اپنا مرکز دمشق کو بنا لیا۔ بنو عباس بھی عرب تھے۔ مگر انہوں نے مرکز کے طور پر بغداد کو چنا۔ اور ان پر عجمی اثر اتنا غالب تھا۔ کہ عرب سے ان کا تعلق نہ رہا۔ انہوں نے اکثر اپنے وزراء اور جرنیل بھی عجمی مقرر کئے۔ غرض جہاں تک قومی حکومت کا تعلق ہے۔ عربوں کا اس قدر جلدی تنزل ہوا۔ کہ شاید ہی کسی اور قوم کا ہوا ہو۔ جہاں نہایت قلیل عرصہ میں عربوں کی ترقی کی مثال نہیں ملتی۔ وہاں اتنے قلیل عرصہ میں ان کے تنزل کی بھی مثال نہیں ملتی۔ جب یہ قوم اٹھی۔ تو چند ہی سال میں ساری دنیا پر چھا گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد

خلافت راشدہ کے ۲۵½ سال

کے عرصہ میں عربوں نے ساری دنیا کو روند ڈالا۔ مگر پھر ۱۲، ۱۴ سال کے اندر اندر بحیثیت عرب ختم ہو گئے۔ بلکہ جس دن دمشق میں حکومت چلی گئی۔ اسی دن ملک عرب بحیثیت حکومت ختم ہو گیا۔ حضرت علی اور بنو امیہ کے زمانہ میں بھی عربوں کا اثر تھا۔ مگر اسے ملک عرب کا اثر نہیں کہا جا سکتا تھا گویا عربوں نے ۲۵ سال کے عرصہ میں جو کچھ فتح کیا تھا۔ اسے

۱۲، ۱۳ سال میں کھو دیا

گیا۔ شام کا ملک تھا جہاں مسلمان بادشاہ تھے۔ مگر ان کا عرب مرکز نہ تھا۔ مختلف ممالک پر اس خاندان کی حکومت ۹۸ سال کے قریب بنتی ہے اگر اس خاندان کی حکومت کو عرب کی قومی حکومت بھی قرار دے دیا جائے۔ اور اس کے زمانۂ حکومت سے ۲۵ سال کامیابی اور ترقی کے نکال دیئے جائیں۔ تو گویا ۷۳ سال کے عرصہ میں

مسلمان بالکل ملیامیٹ

ہو گئے۔

پھر جہاں تک عربی تمدن کا تعلق تھا وہ بھی بہت جلد ختم ہو گیا۔ بنو عباس عرب تھے۔ مگر عرب بحیثیت قوم ان کی ترقی کے اثرات سے محروم تھے۔ عربوں نے

سپین میں

بڑی ترقی کی۔ مگر اس کا اثر بھی عربوں پر نہ پڑا۔ عرب جو سپین میں جاتا۔ وہ ذاتی طور پر فائدہ اٹھاتا۔ مگر عرب کا ملک محروم تھا۔ اب خدا تعالےٰ نے عرب کے اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے نہ چنا۔ بلکہ ہندوستان کو منتخب کیا۔ کیونکہ عرب نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنا اور مر گیا۔ اسی طرح جس طرح ایک ماں بچہ جننے کے بعد مر جائے۔ تو دوسری شادی کی جاتی ہے۔ اب

خدا تعالےٰ نے ہندوستان کو چنا

اور ہندوستان اس بات کا حقدار تھا۔ کہ اسی چنا جاتا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ہندوستان ہی اس زمانہ میں تمام معروف مذاہب کی جولانگاہ ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہندوستانیوں کے لئے عربی پڑھنا اور سمجھنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا اہل زبان کے لئے ہے۔ اس وجہ سے بعض مشکلات ہیں۔ عوام الناس کا جہاں تک تعلق ہے۔ اور جتھہ بندی کا جہاں تک سوال ہے۔ ایسی اصلاح اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب قوم میں عام علم ہو۔ اور

ساری کی ساری قوم

میں علم پیدا کرنا اتنا مشکل کام ہے۔ کہ جس کے لئے بڑی جد وجہد اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کا تمدن۔ ہندوستان کی زبان اور ہندوستان کا علم چونکہ بالکل الگ ہے اس لئے سب کچھ نئے سرے سے سکھانا اور پڑھانا پڑتا ہے۔ اس وجہ سے جہاں یہ کام بہت بڑا اور بہت مشکل ہے۔ وہاں عربی نہ جاننے کی وجہ سے بعض لوگوں کو کئی رنگ میں ٹھوکریں بھی لگ جاتی ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہماری جماعت کے بعض لوگ اتنے لمبے عرصہ میں یہ بھی نہیں سمجھ سکے۔ کہ درحقیقت

مامور اور نبی

ایک ہی ہوتا ہے۔ پیغامی اسی بات سے ٹھوکر کھا گئے۔ انہوں نے مامور اور نبی کو الگ الگ سمجھ لیا۔ حالانکہ نبی اور مامور ایک ہی ہوتا ہے۔ جسے خدا تعالےٰ امر دے کر لوگوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کرے۔ وہی نبی وہی رسول اور وہی مامور ہوتا ہے۔ ان میں فرق کرنے کی وجہ سے لوگوں کو دھوکہ لگ جاتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں

عجیب لطیفہ

یہ ہے کہ یہ بات نہ سمجھنے کی وجہ سے ایسے لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو دعوے تو یہ کرتے ہیں کہ ہم مامور ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نبوت کا دروازہ بند سمجھتے ہیں حالانکہ مامور اور نبی ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایک شخص نبی ہو مگر مامور نہ ہو۔ یا نبی نہ ہو۔ اور مامور ہو۔ جسے خدا تعالیٰ لوگوں کی اصلاح کے لئے حکم دے کر کھڑا کرتا ہے۔ وہی مامور ہوتا ہے۔ اور اسی کو نبی کہا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ جب ایک بندہ کو یہ حکم دے کر بھیجتا ہے۔ کہ جاؤ جا کر لوگوں سے میرے احکام منواؤ۔ تو لوگوں کے لئے بھی اس کا یہ حکم ہوتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ کہتا ہے۔ ہماری طرف سے کہتا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ اسے مانو۔ مگر کتنا تعجب ہے۔ اس عقیدہ پر کہ گویا خدا تعالےٰ ایسے لوگوں سے یہ تو کہتا ہے۔ کہ تم میری طرف سے مامور ہو۔ اور تمہارا کام یہ ہے کہ لوگوں سے جا کر میرے احکام منواؤ۔ مگر لوگوں کے متعلق اس کا یہ فیصلہ ہے۔ کہ تم اسے مانو یا نہ مانو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ یہ کتنی صاف اور واضح بات ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ مگر

عربی زبان نہ جاننے کی وجہ سے

کئی لوگ اس بات کے سمجھنے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ یعنی جسے مامور قرار دیتے ہیں۔ اسکے متعلق خیال کر لیتے ہیں کہ اسکا نبی اور رسول ہونا ضروری نہیں ہے اور اسکی بات کا ماننا سب پر فرض نہیں ہے۔ حالانکہ کوئی نبی لوگوں کو خدا تعالےٰ کی کوئی خبر دے گا کسطرح جب تک کہ خدا تعالےٰ اسے بھیجیگا نہیں۔ اور جب وہ خدا تعالےٰ کا بھیجا ہوا ہو گا۔ تو رسول بھی ہو گا۔ پھر یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کسی کو رسول بنا کر بھیجے اور وہ لوگوں کو خدا تعالےٰ کی خبر نہ پہنچائے۔ اور چپ چاپ گھر میں بیٹھ رہے۔ وہ نبی کیسا وہ تو جہنمی ہو گا۔ بات یہ ہے

کہ دنیا کی اصلاح کے لئے مامور ہونے والا جب خدا تعالےٰ کے سامنے کان سے کام لیتا ہے تو رسول ہوتا ہے۔ اور جب خدا کی بات پہنچانے کے لئے بندوں کے پاس بھیجا جاتا۔ اور زبان سے کام لیتا ہے تو نبی ہوتا ہے۔ گویا کان کے لحاظ سے رسول ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی بات زبان کے ذریعہ پہنچانے کے لحاظ سے نبی اور یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایک بندہ خدا تعالےٰ کی بات کان سے سنے۔ مگر لوگوں کے سامنے اس کی زبان نہ چلے۔ جسے خدا تعالےٰ نبی بناتا ہے۔ وہ زبان بھی ضرور ہلاتا ہے۔ ورنہ جو یہ دعوےٰ کرے۔ کہ مجھے خدا نے لوگوں کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ مگر لوگوں کو خدا کی بات نہ پہنچائے۔ وہ مفتری ہوگا نبی نہ ہوگا۔ یہ ساری مشکلیں عربی زبان کے نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

اسی طرح جو شخص

نبوت کا دعوےٰ

اس بناء پر کرتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان کیا ہے۔ کہ نبی آتے رہیں گے۔ اس سے پوچھنا چاہیئے کہ تمہاری صداقت کے دلائل کیا دیئے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کسی کو بلا دلیل نہیں بھجوایا کرتا۔ ایک دفعہ تیماپوری قادیان میں آیا۔ تو مجھ سے کہنے لگا میں مامور ہوں۔ آپ مجھے مانیں۔ میں نے کہا خدا تعالےٰ نے آپ کی سچائی کی کیا دلیل پیش کی ہے۔ کہنے لگا نشان بعد میں ظاہر ہوں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوےٰ کے وقت کیا دلائل پیش کئے تھے میں نے کہا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کو یہ بات پھبتی تھی۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل ہونے کا دعوےٰ کریں۔ آپکو خدا تعالےٰ نے ایسا مضبوط کریکٹر دیا تھا۔ جو سارے علاقہ میں شائع اور معروف تھا۔ اور ہر شخص جانتا تھا۔ کہ ممکن ہی نہیں کہ آپ نعوذ باللہ جھوٹ بولتے۔ جب صبح کو آپ نے دعوےٰ کیا۔ تو چونکہ رات کو سونے تک آپ کو سارے علاقہ میں صادق یقین کیا جاتا تھا۔ اس لئے قوم کو تسلیم کرنا پڑا۔ کہ آپ نے خدا پر بھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور جو شریف الطبع انسان تھے۔ انہوں نے پہلے ہی آپکو مان لیا پس یہ دلیل تھی۔ جو معجزات سے پہلے خدا تعالےٰ نے آپکو مہیا کر کے دی۔ اسی طرح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے دعوےٰ سے قبل براہین احمدیہ جیسی کتاب تصنیف فرمائی۔ اور اس میں اسلام کی صداقت کے متعلق جو دلائل پیش فرمائے۔ وہ اتنے شاندار اور اتنے بے مثل تھے۔ کہ تقویٰ رکھنے والے انسان انہیں دیکھ کر سمجھ گئے۔ کہ یہ دلائل کوئی ایسا انسان نہیں لکھ سکتا۔ جو مفتری ہو۔ یہ تو ایسا ہی انسان لکھ سکتا ہے۔ جو اسلام کو دوسرے تمام مذاہب پر غالب کرنے والا اسلام کو زندہ اور زبردست دین ثابت کرنے والا ہو۔ کیونکہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایک جھوٹے اور مفتری سے ایسا کام لے۔

میں نے کہا یہی بات دیکھ کر مولوی نور الدین صاحب اور دوسرے مخلص لوگوں نے آپ کو صادق مان لیا۔ اور پھر اور لوگ مانتے چلے گئے۔ کہنے لگا آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا براہین احمدیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھنی شروع کی تھی نامکمل رہ گئی ہے۔ اسے پورا کردو۔ اگر ایسا کردو تو میں تمہاری بیعت کر لونگا۔ مگر اس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

تو جن کے سپرد خدا تعالےٰ کوئی کام کرے وہ مامور ہوں یا غیر مامور۔ ان کی

دو حالتیں

ہوتی ہیں۔ ایسا مصلح یا تو پہلے نبی کے کام کو مکمل کرنے کے لئے آتا ہے۔ اس وقت نئے دین کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس دین کے قبول کرنے والوں میں قوت عملیہ پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو کام جاری ہوتے ہیں انہیں مکمل کرنا اس مصلح کا کام ہوتا ہے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام آئے۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع آئے۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ کہ میں ان کے کام کو پورا کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس صورت میں دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ ایسے مصلح نے وہ کام پورا کر دیا یا نہیں۔ اگر کر دیا۔ تو اس کے آنے کا مقصد حل ہو گیا۔ اور اس کے آنے کی غرض پوری ہو گئی۔ دوسری حالت یہ ہوتی ہے کہ

مصلح اور مامور نئی شریعت لاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسر موعود اور مصلح موعود کے متعلق جو پیشگوئی کی وہ اپنے دعوےٰ کی صداقت کے ثبوت کے لئے کی۔ جب ہوشیارپور میں آپ نے دعا کی۔ تو یہی کی کہ الٰہی میں جو دعوےٰ صداقت اسلام اور برتری کا دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ لوگ اسے نہیں مانتے۔ اے خدا تو دنیا کو میری صداقت کا کوئی زندہ نشان دکھا۔ اس دعا کی قبولیت میں آپ کو

پسر موعود کا نشان

دیا گیا۔ اب پسر موعود کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوےٰ کی تکمیل کے لئے ہے۔ اس سے علیحدہ کوئی چیز نہیں۔ اور کوئی نیا دعوےٰ نہیں ہے۔ لیکن دوسری قسم کا مدعی اس وقت مبعوث کیا جاتا ہے۔ جب قوم میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ پسر موعود نے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوےٰ کی صداقت پیش کرنی اور آپکے مقاصد کی تکمیل کرنی ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ

جماعت میں کسی خرابی کی تلاش

کی جائے۔ جہاں تک اس کے نام مصلح موعود کا تعلق ہے۔ وہ غیر احمدیوں کے لئے ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو یہ سمجھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ مصلح موعود انکے اس خیال کو غلط ثابت کریگا۔ اور سلسلہ کو پہلے سے بہت زیادہ طاقت۔ شوکت اور وسعت دیگا۔ اور ان لوگوں کی اصلاح کر کے انہیں احمدیت میں داخل کریگا۔ گویا وہ اس طرح کا مصلح موعود نہ ہوگا۔ جو کسی جماعت کے بگڑ جانے کے بعد اس کی اصلاح کے لئے آتا ہے۔ کیونکہ

اس قدر قریب نبی کے بعد

اسکی جماعت نہیں بگڑا کرتی۔ اگر اس قدر جلدی نبیوں کی جماعتیں بگڑ جائیں۔ تو دوسروں کو مومن کون بنائے۔ ہر نبی اپنے بعد ایک مومن جماعت چھوڑ کر جاتا ہے۔ جو اسکے کام کو جاری رکھتی ہے۔ اور ایک عرصہ تک صداقت پر قائم رہتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ادھر نبی فوت ہو۔ اور ادھر اسکی جماعت مرتد ہو جائے۔ اگر کوئی جماعت کسی مدعی کی وفات کے معاً بعد مرتد ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی جماعت نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کا بانی خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

نبی کی جماعت

ایک عرصہ تک صداقت پر قائم رہتی ہے۔ اور ترقی کرتی ہے۔ پھر اس میں کمزوری پیدا ہوتی ہے اور وہ اصلاح کی محتاج ہو جاتی ہے۔ اس سے نبی کی صداقت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ لیکن اگر اسکی جماعت ابتدا میں ہی بگڑ جائے۔ اور صداقت سے روگرداں ہو جائے۔ تو اس سے اسکی

صداقت قائم نہیں رہ سکتی

اگر گٹھلی سے پودا نکلے۔ جو سال دو سال کے بعد جل جائے۔ تو اسکے متعلق یہ نہیں کہا جائیگا۔ کہ اپنی عمر کو پہنچکر ختم ہوا۔ لیکن اگر وہ بڑھا۔ پھولا۔ اور اس نے پھل دیا۔ اور پھر سوکھ گیا۔ تو اس کے کامیاب ہونے میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح وہ جماعت جس میں کوئی نبی آئے۔ اسکی نسلیں چلیں۔ اور ٹھیک و درست راستہ پر چلیں۔ پھل دیں۔ اور بعد میں گندی ہو جائیں۔ تو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہ ہوگی۔ ایک عرصہ کے بعد ہر ایک جماعت ایسی ہو ہی جاتی ہے۔ اس وجہ سے کسی جماعت کو ناکام نہیں کہیں گے لیکن اگر جماعت کی وہ اکثریت جو نبی کے ہاتھ پر جمع ہوئی ہو۔ اپنی زندگی میں تباہ ہو جائے اور گمراہی کے گڑھے میں جا گرے۔ اور اصل تعلیم پر قائم نہ رہے۔ تو ایسا مامور جھوٹا ثابت ہوگا

غرض جماعت احمدیہ میں تو

مصلح موعود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن اور آپ کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ اب چاہیے خدا تعالےٰ اسے اتنی کامیابی اور اتنی عظمت دے۔ کہ دنیا کے کناروں تک اسلام پھیل جائے۔ اور ایمان زمین سے عرش تک پہنچ جائے جماعت چلے گی ادھر ہی جدھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چلایا ہے۔ اور اسی تعلیم پر عمل کرے گی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائی ہے۔ اس سے ذرا بھی ادھر ادھر ہونے میں تباہی و بربادی ہے۔ اور ایسے لوگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہو سکتا۔ اسی بات کے نہ سمجھنے کی وجہ سے جتنے مدعی کھڑے ہوتے ہیں [illegible]

کوئی اور راہ

اختیار کر کے کہتے ہیں۔ کہ ہم جماعت کی اصلاح کرنے کے لئے آئے ہیں۔ دراصل انہوں نے اصل حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔

مصلح دو قسم کے ہوتے ہیں

ایک وہ مصلح جو نبی کے بعد اس لئے آتا ہے کہ اس کے کام کو جاری رکھے۔ اور اسے وسعت دے۔ جیسے حضرت سلیمان۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد اور یوشع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے۔ اس وقت بنی اسرائیل میں کوئی خرابی نہ پیدا ہو گئی تھی۔ بلکہ اس لئے آئے تھے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو تعلیم دی تھی۔ اُسے پھیلائیں۔ اور ترقی دیں۔ اس وقت یہودی

اپنی غلطی سے تائب

ہو چکے تھے۔ حضرت یوشع نے آکر انہیں بُت پرستی کے گڑھے سے نہیں نکالا بت پرستی سے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہی نکل چکے تھے۔ حضرت یوشع نے یہی کہا۔ کہ میں موسیٰ کا شروع کیا ہوا تسلسل قائم رکھنے کے لئے آیا ہوں۔ اسی طرح مصلح موعود کا جماعت احمدیہ میں آنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے ہے۔ اور اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے آیا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ نہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جماعت قائم فرمائی ہے۔ وہ بگڑ چکی ہے۔ اور اس کی اصلاح کے لئے آیا ہے

دوسری قسم کا مصلح

اس وقت آتا ہے۔ جب قوم کی قوم بگڑ جاتی ہے۔ اور اصل دین کھو بیٹھتی ہے دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہی باتیں پیش فرمائیں جو اسلام نے پیش کی ہیں۔ لیکن مسلمان چونکہ بگڑ چکے تھے اسلام کی اصل تعلیم فراموش کر چکے تھے۔ اور سراسر غلط عقائد پر قائم تھے۔ اس لئے غیر احمدیوں نے یہ سمجھا کہ آپ نے ہر بات نئی اور خود ساختہ پیش کی ہے۔ لیکن میرے وقت میں جماعت کی اکثریت اور بہت بڑی اکثریت وہی باتیں مانتی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائیں۔ اور وہی کہتی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل تعلیم پر قائم ہے غرض ہمارے راستہ میں بہت سی دقتیں ہیں۔ بعض لوگ یہ تو مان لیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے تھے۔ لیکن یہ مان لینے سے ان کی دوڑ نماز و روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ مسائل تک ہی ہوتی ہے۔ چونکہ

ہماری دینی زبان عربی ہے

اور وہ عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے دین کے مغز تک نہیں پہنچتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کسی کو کوئی ایک آدھ رویا ہو گیا۔ تو وہ کہنے لگ جاتا ہے۔ کہ ہم پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور

ہم مامور ہیں

پھر اس کے ساتھ جب اُسے خیال آتا ہے کہ دعوے تو کر دیا۔ مگر کام کچھ ہے نہیں لوگ متوجہ کیونکر ہوں گے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی تو کہہ دیتا ہے۔ کہ میں محمدی مقام پر فائز ہوا ہوں۔ اور کوئی اس سے بھی بڑا مقام اپنے لئے تجویز کر لیتا ہے۔ دراصل وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے بڑھ جانے کے لئے اس قسم کی حرکات کرتے ہیں۔ اور اصل چیز کو نہیں دیکھتے۔ ایسے لوگ جب دیکھتے ہیں۔ کہ

قرآن کریم کی صحیح تفسیر

تو وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کی۔ اور اس کے رو سے ان کے لئے کسی قسم کے دعویٰ کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ تو وہ خیال کرتے ہیں کہ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا نہ ہونگے۔ اسوقت تک کام نہیں بنیگا۔ کیونکہ لوگ پوچھینگے۔ کہ جب باتیں وہی ہیں تو آپ کے تشریف لانیکی کیا ضرورت تھی۔ اور اس طرح اپنا اڈہ قائم نہیں کیا جا سکیگا۔ اس لئے وہ ساتھ نہیں رہتے۔ بلکہ الگ راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ کوئی تیما پور میں کوئی لاہور میں اور کوئی کہیں اور بیٹھا دعویٰ کر دیتا ہے۔ کہ میں مصلح موعود ہوں۔ اور میں دنیا کی نجات کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ چونکہ نہ انہیں علم دین حاصل ہے۔ اور نہ خدمت دین کرنیوالے اور تبلیغ اسلام میں حصہ لینے والے آدمی ان کے پاس ہیں۔ اس لئے ان کے پاس ایک ہی چیز رہ جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ

کوئی بڑا سا دعویٰ کر دیں

تا کہ لوگ سمجھیں کہ کچھ نہ کچھ تو ہے۔ حالانکہ مصلح خدا تعالےٰ نام کے لئے نہیں بھیجتا۔ بلکہ کام کیلئے بھیجتا ہے۔ اور یا تو اس کا کام وہی ہوتا ہے۔ جو اس سے پہلے نبی نے جاری کیا ہوتا ہے۔ اور یا پھر پہلے نبی کی تعلیم کو لوگ جو بھول چکے ہوتے ہیں۔ وہ اس کو دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ اگر تو وہ اسی کام کو جاری رکھنے کے لئے آتا ہے۔ تو جماعت اس کی مخالفت نہیں کرتی۔ بلکہ تسلسل قائم رہتا ہے۔ وہ آگے آگے چلتا ہے۔ اور جماعت اس کے پیچھے چلتی ہے مگر رستہ وہی ہوتا ہے۔ جو پہلے نبی نے بتایا ہوتا ہے۔ یا پھر مصلح کا یہ کام ہوتا ہے۔ کہ نبی کی تعلیم میں جو بگاڑ پیدا ہو جائے۔ اس کو دور کر کے صحیح تعلیم اور صحیح نقشہ پیش کرے۔ مگر یہ باتیں ان دعوے کرنیوالوں کے پاس نہیں ہوتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی اس تعلیم کی جسے بگاڑ دیا گیا تھا۔ جو اصلاح کی ہے قرآن کریم کے ذریعہ اور الہام الہٰی کے ذریعہ اس کے ہوتے ہوئے

کسی اور اصلاح کی ضرورت نہیں

ہے۔ الہام۔ وحی۔ معجزات۔ ملائکہ۔ یوم آخرت وغیرہ مسائل کے سمجھنے میں لوگوں کو جو غلطی لگی ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے دور کر کے ان مسائل کو صاف کر دیا ہے۔ اسی طرح ناسخ و منسوخ۔ احیاء موتیٰ وغیرہ مسائل میں لوگوں نے جو گڑ بڑ پیدا کر دی تھی۔ اُسے دور کر دیا ہے۔ اب دعویٰ کرنیوالے بتائیں کہ اسلام کی تعلیم میں جو خرابیاں پیدا کر دی گئی تھیں۔ انہیں دور کرنے میں کوئی کسر رہ گئی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے کسی اور مدعی کو بھیجنا تھا۔ دراصل یہ ساری خرابی دین سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالےٰ نے ایسے مدعیوں کو سچا بنایا ہوتا۔ تو انکو کچھ عطا بھی کرتا۔ اور ان پر انعام بھی نازل کرتا۔ مگر اس قسم کی کوئی بات ان میں نہیں پائی جاتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں

ایک شخص

یہاں آیا۔ اس کے متعلق لوگوں نے آپ سے عرض کیا۔ کہ وہ الہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ نے اسے بلا کر پوچھا آپکو کیا الہام ہوتے۔ اس نے کہا۔ یہی کہ کبھی مجھے کہا جاتا ہے۔ تو موسیٰ ہے کبھی کہا جاتا ہے تو نوح ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے۔ تو عیسیٰ ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے۔ تو ابراہیم ہے کبھی کہا جاتا ہے تو محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ نے ہر نبی کو کچھ نہ کچھ

خاص کمالات

دئے ہیں۔ اگر تمکو خدا تعالےٰ نے فی الواقعہ موسیٰ عیسیٰ۔ نوح۔ ابراہیم اور محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) قرار دیا ہے۔ تو کیا ان کے کمالات بھی دئے ہیں۔ کیا جب تمہیں نوح کہا جاتا ہے۔ تو نوح کی طرح کشتی بھی عطا کرتا ہے۔ جب موسیٰ کہتا ہے۔ تو کیا ید بیضاء بھی اس نے عطا کیا ہے جب ابراہیم کہتا ہے تو کیا احیائے موتیٰ کا معجزہ بھی دکھاتا ہے۔ یا جب محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کہتا ہے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جو مکمل اور کامل کتاب نازل کی۔ اس کے معارف اور باریکیاں بھی سمجھاتا ہے؟ کہنے لگا۔ کہتا تو ہے۔ کہ تو محمد ہے تو ابراہیم ہے۔ تو موسیٰ ہے۔ تو نوح ہے مگر دیتا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر آپکو سمجھنا چاہیئے۔ کہ شیطان آپکو دھوکہ دے رہا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جب کسی کو کوئی منصب دیتا ہے۔ تو اس

منصب کے مطابق انعامات

بھی نازل کرتا ہے۔ وہ کسی کو دھوکہ نہیں دیتا۔ پس مصلح یا تو وہ ہوگا۔ جو پہلے نبی کے تسلسل کو جاری رکھنے والا ہوگا۔ یا نئی شریعت یا شریعت کی نئی تفسیر لانیوالا ہوگا۔ اگر وہ صاحب شریعت ہونے کا مدعی ہوگا۔ تو اُسے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ پہلی شریعت میں یہ یہ بگاڑ پیدا ہو گیا تھا۔ اور اس کی میں نے یہ اصلاح کی ہے۔

جب میں ولایت گیا۔ تو مجھے

ایک عورت

ملنے کے لئے آئی جو بہائی تھی۔ میں نے اُسے کہا۔ بہاء اللہ جو شریعت پیش کرتا ہے۔ اس کی ضرورت ہی کیا ہے قرآن کریم ہر دینی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ ہاں اگر آپ یہ ثابت کر دیں۔ کہ کوئی ضرورت ایسی ہے۔ جسے قرآن کریم پورا نہیں کرتا۔ یا اس میں کوئی نقص ہے۔ جسے بہاء اللہ نے آکر دور کر دیا ہے۔ تو میں مان لوں گا۔ کہنے لگی۔ قرآن مجید میں لکھا ہے۔ کہ

ایک سے زیادہ شادیاں

کرنے کی اجازت ہے۔ یہ قابل اصلاح بات ہے۔ اور بہاء اللہ نے ایک ہی شادی جائز قرار دی ہے۔ میں نے کہا دلیل تو نہایت ناقص ہے۔ کیونکہ خاتم شریعت نبی کی ایک خرابی کے دُور کرنے کے لئے نہیں آیا کرتے لیکن اگر یہ بات درست ثابت ہو۔ تو چلو میں پھر بھی مان لونگا۔ مگر یہ بات درست نہیں ہے۔ بہاء اللہ نے ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اس انگریز عورت نے اسکا بہ شدت انکار کیا۔ لیکن آخر جب میں نے اسے مجبور کیا۔ کہ اپنے ساتھ کی عورت سے جو ایرانا تھی۔ اور چھ ماہ کے قریب مرزا عباس علی کے پاس رہ آئی تھی۔ اس بارہ میں پوچھے۔ تو اول تو اس ایرانا عورت نے جو خود بھی پکی بہائی تھی۔ جواب دینے سے انکار کیا۔ لیکن آخر مجبور کرنے پر کہا۔ دو شادیوں کا ذکر تو آتا ہے۔ مگر بہاء اللہ نے لکھا ہے کہ میرے کلام کی جو تشریح مرزا عباس علی کریں وہی درست ہو سکتی ہے۔ اور انہوں نے یہی تشریح کی ہے۔ کہ ایک ہی شادی کرنی چاہیئے۔ اسپر اس انگریز عورت نے کہا۔ کہ دیکھئے بات حل ہو گئی۔ میں نے کہا۔ اول تو یہ غلط ہے کہ دو کا مطلب ایک ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہی مطلب ہے۔ تو پھر اس سے پوچھو۔ کہ کیا وجہ ہے کہ

بہاء اللہ نے خود بھی دو شادیاں کیں

اس سوال پر اس ایرانا عورت نے پھر عذر معذرت شروع کی۔ مگر آخر کہنے لگی۔ ہاں دو شادیاں کی تھیں۔ مگر دعویٰ کے بعد ایک بیوی کو انہوں نے بہن قرار دیدیا تھا۔ اسپر پھر اس انگریز عورت نے خوشی کا اظہار کیا۔ لیکن میں نے کہا۔ تمہارا عقیدہ ہے۔ کہ امام کو دعویٰ سے پہلے بھی ہر بات کا علم ہوتا ہے۔ اگر بہاء اللہ کو یہ علم تھا۔ کہ مجھے بیوی کو بہن قرار دینا پڑے گا۔ تو انہوں نے دوسری شادی کیوں کی۔ مگر وہ انگریز مصر رہی۔ کہ بس یہ جواب کافی ہے۔ اسپر میں نے کہا۔ کہ اپنی بہائی بہن سے جو ایرانا ہے۔ پوچھو کہ کیا اس بہن کے بطن سے بہاء اللہ کے ہاں اولاد بھی ہوئی تھی یا نہیں۔ اسپر وہ کہنے لگی۔ آپ تو گالیاں دینے لگ گئے ہیں۔ میں نے کہا یہ گالیاں نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے۔ تم اس بہائی بہن سے پوچھو کہ کیا دعویٰ کے بعد بہاء اللہ کے ہاں اس دوسری عورت سے اولاد ہوئی یا نہیں۔ اس دفعہ اس ایرانا نے دیر تک جواب دینے سے انکار کیا۔ مگر آخر تسلیم کر لیا۔ کہ دوسری بیوی سے دعویٰ کے بعد بھی ان کے ہاں اولاد ہوئی تھی۔ جس پر وہ انگریز عورت غصہ سے اٹھکر کھڑی ہو گئی۔

میں نے کہا بہاء اللہ کو ہم اسی صورت میں مان سکتے تھے۔ کہ قرآن کریم کے ساتھ ہماری دینی ضروریات پوری نہ ہو سکتیں۔ اور بہاء اللہ وہ ضرورت پوری کر دیتے لیکن اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ اور ادھر کوئی ایسی ضرورت بھی نہیں ہے جسے اسلامی شریعت پوری نہ کر سکے۔ تو پھر ان کو ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بس

اگر کوئی مدعی

پہلے نبی کے قائم کردہ اُمور کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے آتا ہے۔ تو ہم یہ دیکھینگے کہ وہ اس تسلسل کو قائم رکھتا ہے یا نہیں اگر ان کاموں کو پورا کرتا ہے۔ اور اسکی جماعت کو ساتھ لے کر اسے ترقی کیطرف لے جاتا ہے۔ تو ہم اسے مان لیں گے۔ لیکن اگر وہ نیا دعوےٰ پیش کرتا ہے اور نیا رستہ اختیار کرتا ہے۔ تو ہم اس سے پوچھیں گے۔ کہ وہ کیا نئی چیز ہے۔ جو تم خدا تعالےٰ کی طرف سے لائے ہو اور جو پہلے موجود نہ تھی۔ یعنی جو پچھلا نبی آیا۔ اس کے ذریعہ لوگوں کو نہ ملی۔ یہ دونوں باتیں ضروری طور پر ایسے

نکمّے وجودوں کی حقیقت

ظاہر کر دیتی ہیں۔ اور کوئی سمجھدار انسان ان کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا مگر ساری دقتیں دینی علم نہ ہونے اور عربی زبان سے ناواقفیت کیوجہ سے پیش آتی ہیں۔ جب کبھی بھیڑیے کی طرح ایسے لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ تو کچھ بیوقوف انہیں ایسے ملجاتے ہیں۔ جو ان کو کچھ سمجھ لیتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں

جو جھوٹے مدعی کھڑے ہوتے تھے۔ وہ کچھ نہ کچھ تعلیمیں بھی پیش کرتے تھے۔ خواہ وہ تعلیمیں کیسی ہی بے ہودہ ہوتی تھیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ دعویٰ پیش کرنے کے بعد اس بات کا مطالبہ ہو گا کہ تم لائے کیا ہو۔ لیکن آجکل مصیبت یہ ہے کہ نہ تو نئی شریعت لانے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ نہ پُرانی شریعت کی تفصیلات پر نئی روشنی ڈالنے کا۔ جس کے بغیر ایمان اور عمل لوگوں کا ناقص تھا۔ نہ سابقہ نبی کی تعلیم کا تسلسل قائم رکھنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ بلکہ صرف یہ کہدیا جاتا ہے۔ کہ خدا نے ہمارا یہ نام رکھ دیا ہے۔ اسپر جماعت میں سے کچھ لوگ ایسے نام کے ڈر کی وجہ سے یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ یہ غور کے قابل بات ہے۔ حالانکہ وہ بات قابل غور نہیں ہوتی۔ بلکہ ان لوگوں کی حالت قابل غور ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اسوقت خدا تعالےٰ نے

اس قسم کا مدعی کیوں بھیجا

ہے۔ اور اسکی ضرورت کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سینکڑوں اور ہزاروں مسائل میں اتنی اصلاح کی۔ کہ عام لوگ کہنے لگ گئے۔ کہ آپ کوئی نیا دین لائے ہیں۔ حالانکہ آپ کوئی نیا دین نہیں لائے تھے۔ بلکہ لوگ اصل دین کی سب باتیں چونکہ بھول چکے تھے۔ یا ان کو بگاڑ چکے تھے۔ اسلئے جب وہی باتیں اصل صورت میں ان کے سامنے پیش کی گئیں۔ تو وہ انہیں نئی سمجھنے لگ گئے لیکن جوں جوں انہیں معلوم ہو رہا ہے کہ آپ نے اصلاح کر کے جو تعلیم پیش فرمائی ہے۔

وہی اصل دین ہے

تو اسے مانتے جا رہے ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اقرار بڑے بڑے علماء کر رہے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کے نئے نئے معارف بیان کئے۔ پہلے لوگ کہتے تھے کہ جو تفسیریں لکھی جا چکی ہیں۔ ان سے باہر کوئی معنی کرنا جائز نہیں۔ مگر اب دوسرے لوگ بھی یہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کہ نئے نئے مطالب بیان کریں۔

غرض کوئی ایک اصلاح نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درجنوں اور بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں غلطیاں ہیں جو آپ نے نکالیں۔ اور بتایا۔ کہ ان سے یہ یہ نقصان پہنچا ہے۔ پھر جو اصلاح فرمائی۔ اب دنیا اسی طرف آ رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے آنے کی خاص ضرورت تھی۔ اور

ایک عظیم الشان کام

تھا۔ جو آپ کے سپرد کیا گیا۔ مگر اب دعوے کرنیوالے صرف یہ کہدیتے ہیں کہ ہم پر یہ تجلی ہوئی اور یہ الہام ہوا ہے۔ کر کے کچھ نہیں دکھاتے اور نہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے سپرد اصلاح کا کیا کام کیا گیا ہے۔ یہ علم عربی نہ جاننے اور دین کی حقیقت نہ سمجھنے کیوجہ سے ہے۔ اور اسی وجہ سے ایسے مدعیوں کو کچھ ایسے لوگ بھی ملجاتے ہیں جو ان کی ہاں میں ہاں ملانا شروع کر دیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد عربوں میں بھی کئی مدعی کھڑے ہوگئے تھے گو وہ جھوٹے تھے۔ مگر کچھ نہ کچھ ثبوت تو اپنے دعوے کے متعلق پیش کرتے تھے۔ گو وہ کیسا ہی بیہودہ ہوتا تھا۔ یہ تو نہ کہتے۔ کہ ہم مامور ہیں۔ ہم پر خدا کی کامل تجلی ہوئی ہے مگر اس کا ہم کوئی ثبوت نہیں دیتے۔ کچھ اور نہیں تو وہ یہی کہدیتے کہ ہمارے دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ ہم دو من لکڑیاں پھاڑ سکتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں

ایک شخص محمد بخش

ہوتا تھا۔ تھی تو یہ لغو ہی بات مگر مناسبت کیوجہ سے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک لڑکے نے اسے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو غیر زبانوں میں بھی الہام ہوتے تھے۔ تم جو دعویٰ کرتے ہو۔ کیا تمہیں بھی ایسے الہام ہوتے ہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں مجھے بھی انگریزی میں یہ الہام ہوا ہے کہ آئی ڈٹ وٹ لڑکے نے کہا۔ یہ تو کسی زبان کا کوئی بامعنی فقرہ نہیں کہنے لگا۔ یہ خدا کی انگریزی ہے۔ تمہاری انگریزی نہیں۔ یہ کیسی لغو بات تھی۔ مگر دعویٰ کی مناسبت کے لحاظ سے اسنے دلیل تو دی۔ مگر

مصلح موعود ہونیکا دعویٰ

کرنیوالوں کی یہ دلیل تو اتنی بھی مناسبت نہیں رکھتی۔ کہ چونکہ جماعت بگڑ گئی ہے۔ اسلئے ہم کھڑے ہوئے ہیں اور جماعت کے بگڑنے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ہمیں نہیں مانتی۔ یہ بھی جماعت کے بگڑنے کا کوئی ثبوت ہے؟ کوئی نہ کوئی عقائد کی خرابی یا تعلیمات کی خرابی پیدا ہوتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ جماعت کی اصلاح کیلئے مامور بھیجتا ہے مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیوں میں کوئی ایسی

درحقیقت بیوقوف ان کیساتھ ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی خرابیوں کا علاج یہی ہے کہ ہم اپنی جماعت میں زیادہ سے زیادہ عربی تعلیم جاری کریں۔ عربی تمدن جاری کریں تاکہ لوگ اس قسم کا دھوکا نہ کھائیں

حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کا ذکرِ خیر

حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کا وجود اتنا قیمتی۔ اتنا فیض رساں اور اتنا خیر و برکت کا موجب تھا۔ کہ ان کی یاد رہ رہ کر دل میں ٹیس پیدا کرتی۔ اور ان کا ذکر خیر کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اسی کے ماتحت ذیل کا عریضہ لکھا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بھیجا گیا۔ حضور نے اسے ملاحظہ فرمانے کے بعد رقم فرمایا:۔

"جزاکم اللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ونفوض امرنا الی اللہ ھو مولٰنا۔ سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہے۔ اور وہی مستقبل کے فوائد کو جانتا ہے۔"

میرے پیارے آقا و امام حضرت مصلح موعود۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کئی دن سے میرے پاس "الفضل" نہ معلوم کس وجہ سے نہیں پہنچا ہے۔ مگر مجھکو ایک صاحب کے ذریعہ سے حضرت ام طاہر رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی رحلت کی خبر مل گئی۔ میرے پیارے آقا۔ یہ سانحہ عظیم جسقدر باعث رنج اور قلق اور قلبی روحی تکلیف کا میرے اور میری بیوی کے لئے ہوا ہے۔ اسکو ہم ہرگز ہرگز الفاظ میں کسی طرح ظاہر ہی نہیں کر سکتے۔ میری بیوی نے جب سے سنا ہے۔ رنج سے بار بار روتی ہیں۔ اور ان کے اخلاق اور ہمدردی اور محبت کا ذکر کرتی ہیں۔ میرے پیارے آقا! ہم لوگ کن الفاظ میں حضور سے ہمدردی کا اظہار کریں۔ ہمارے قلوب جانتے ہیں۔ کہ حضور کے لئے یہ غم کسقدر جانگداز ہے۔ اور حضور کے قلب کی کیا حالت ہو گی۔ حضور شمس الزماں ہیں۔ پس ہم لوگ اگر کچھ لکھیں۔ تو سورج کو چراغ دکھانا ہو گا۔ مگر یہ ضرور ہم یقین واثق کے ساتھ حضور کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ ہم میاں بیوی حضور کے اس غم میں اپنے سارے اخلاص اور ساری محبت کے ساتھ پورے پورے طور پر شامل ہیں۔ اور ہم دونوں اس رنج و غم کو ہر طرح اپنا ہی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا وجود حضور میں ہو کر کوئی الگ ہستی نہیں ہے۔ میرے اچھے آقا۔ میرے پیارے پیارے آقا۔ میرے دل کے ہر ذرہ میں بسنے والے آقا۔ میں کس طرح اپنے آقا کی حرم جو ہماری مخدومہ تھیں۔ ہماری بہن تھیں۔ اور واللہ حقیقی بہنوں سے زیادہ ان کا حسن سلوک میری بیوی کے ساتھ تھا۔ ان کی اور حضور کی اور خاندان نبوت کی مقدس اولاد کے ساتھ کن الفاظ میں ہمدردی

کریں اور کیا کریں۔ کہ ان کے زخم خوردہ دل پر مرہم کا کام کرے۔ سوائے اس کے کہ ہم اپنے حقیقی آقا اور مولیٰ اللہ تعالےٰ سے ہر وقت دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سب کو وہ صبر عطا کرے۔ جو شایان خاندان نبوت ہے۔ اور جس کا اظہار یہ ستارے کرتے رہتے ہیں۔ حضور ہم لوگ کبھی بھی اپنی بہن کو بھول نہیں سکتے۔ اور ہمارے لئے ناممکن ہے۔ کہ ان کے احسانات سے کبھی سبکدوش ہو سکیں ہمارے آقاؤں تو بہت سی ان کی محبت کی باتیں میری بیوی بیان کرتی ہیں۔ مگر ایک کا میں اس وقت ذکر کروں گا۔ اور باقی اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو میری بیوی اخبار میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ حضور کے فرزند ارجمند صاحبزادہ مرزا ڈاکٹر منور احمد صاحب کے اعزاز میں حضرت ام طاہر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا نے دعوت طعام دی۔ اس میں میری بیوی کو بھی مدعو کیا۔ اور مجھ ناچیز کو بھی۔ میری اور میری بیوی کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب ہم نے دیکھا۔ کہ مستورات میں سوائے میری بیوی کے سب کی سب خاندانِ نبوت کی عزیز اور رشتہ دار تھیں۔ اور اسی طرح باہر مردانہ میں سوائے مجھ ناچیز کے سب کے سب افراد خاندانِ نبوت کے تھے ہماری بہن نے ہم کو وہ عزت بخشی۔ وہ برکت حاصل کرنے کا موقع عطا کیا۔ کہ جو ہم کو پہلے کبھی نہ حاصل ہوا تھا۔ گویا ہم کو اپنا سمجھا۔ اتنی عزت بخشی کہ جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ ہو سکتی تھی۔ اچھی بہن کے اخلاق اور احسان اور کرم کے نمونے اس قدر ہیں۔ کہ ان کو لکھنے کے لئے کتاب چاہیئے۔ پس حضور اسی سے اندازہ لگالیں۔ کہ کسقدر عزت افزائی ہم

میاں بیوی کی انہوں نے کی۔ کہ خاندانِ نبوت کے علاوہ جہاں اور کوئی غیر نہ تھا۔ ہم کو یہ شرف عطا کیا۔ اور ہم کو اس بات پر ناز ہے۔ کہ ان کی بدولت نہ صرف ہم کو خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ اور مقدس ہستیوں کے ساتھ بیٹھنے اور کھانے کا موقع ملا۔ اور ہم نے برکت حاصل کی۔ بلکہ حضور کی موجودگی کیسی بابرکت تھی۔ اور کس قدر فخر حضور کے اس خادم کو ہے۔ کہ عین حضور کے ساتھ بیٹھا اور کھانا کھایا۔ اور میرا بچہ بھی شریک ہوا۔ اور حضور کے ساتھ بیٹھکر اس برکت کو حاصل کرنے کا فخر اس مقدس ذات اور حضور کی حرم محترم اور ہماری اچھی اور ہم جیسے اپنے خادموں پر سبقت کرنے والی بہن کے ذریعہ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں ہماری مقدس بہن پر اور اللہ تعالےٰ بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج جو شایان خداوندی ہے۔ ان کو عطا کرے۔ اور ہماری بہن کے بچوں کا خاص طور پر ہر رنگ میں حامی و ناصر ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

حضور کے ادنیٰ خادم خاکساران محمد زبیر و شاہ جہاں بیگم۔

مجاہدین تحریک جدید کو دس سالہ حساب کب ملے گا؟

سیدنا حضرت مصلح موعود فضل عمر امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس منظوری کا اعلان ہو چکا ہے۔ کہ تحریک جدید کے وہ مجاہد جو تحریک جدید میں متواتر دس سال سے قربانی کرتے آ رہے ہیں۔ دفتر ان کا دس سالہ حساب لکھکر حضور کے پیش کرے۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ اپنے دستخط ثبت فرمائیں گے۔ پھر وہ چٹھیاں ان کو ارسال کر دی جائیں گی۔

حضور ایدہ اللہ کے دستخط کرانے کے لئے دفتر چٹھیاں تیار کر رہا ہے۔ حضور کے دستخطوں کے بعد تکمیل ہو جائینگی۔ اس دوران میں ایک چٹھی حضور کے پیش ہوئی جس میں لکھا تھا۔ کہ میں نے دس سال کا چندہ ادا کر دیا۔ اور وعدے سے زیادہ بھی ادا کر دیا ہے۔ مگر دفتر کی تصدیق ابھی تک مجھے موصول نہیں ہوئی۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا۔

"دفتر کی طرف سے بھی تصدیق بھجوانے میں کوئی ہرج نہیں۔ جب دوسری چٹھی مکمل ہو جائے۔ (اس سے مراد حضور کی اپنی دستخطی چٹھی ہے) تو وہ بھی اس وقت بھجوا دی جائے آخر انہوں نے بھی تو دس سال تک بلا دفتر کی تصدیق کے روپیہ بھجوایا ہے۔ اب اگر انہیں دو تصدیقیں چلی جائیں۔ تو کیا ہرج ہے۔"

پس احباب تسلی رکھیں۔ آہستہ آہستہ سب کو خطوط مل جائیں گے۔ دفتر تیار کر رہا ہے۔ مکمل ہونے پر احباب کو فوراً انشاء اللہ تعالیٰ ارسال کر دیئے جائیں گے۔ اور حضور کی دستخطی چٹھی کی روانگی کا اخبار "الفضل" میں اعلان بھی کر دیا جائیگا۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جولائی کے پہلے ہفتہ میں ان تمام احباب کو جن کے متواتر دس سال وصول ہیں۔ دفتر ایک چٹھی پر ان کا دس سالہ حساب لکھوا کر ارسال کریگا پس وہ احباب جو دس سال کا چندہ پورا ادا کر چکے ہیں۔ وہ جولائی کے پہلے ہفتہ میں دفتر کی طرف سے اپنے دس سالہ حساب کی تصدیق پہنچ جانے کا انتظار کریں۔

جن احباب کا سال دہم تو وصول ہے۔ مگر گذشتہ سالوں میں سے کوئی سال خالی یا کسی سال کا بقایا ہے۔ انہیں بھی ان کے بقایا وغیرہ کی اطلاع دی جا رہی ہے۔ اور ۳۰ ر جون تک تمام بقایا داران کو بقائے وغیرہ کی اطلاع یہاں کے ڈاکخانہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ڈال دی جاویگی۔ ایسے بقایا داران کے واسطے اتنا عرض کرنا ضروری ہے۔ کہ صرف اور صرف وہی احباب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "پانچ ہزاری فوج" میں "حقیقی طور پر شامل" ہوں گے۔ جو متواتر اور بلاناغہ "تحریک جدید کے مالی جہاد" میں حصہ لیتے رہے ہوں گے۔ اور ان ہی کو حضور کی دستخطی چٹھی ارسال کی جاوے گی۔

نیز وہ احباب جنہوں نے ابھی تک سال دہم ادا ہی نہیں کیا۔ خواہ وہ ہندوستان کے ہوں۔ یا بیرون ہند کے۔ زمیندار ہوں یا شہری۔ اگست میں دینے کا وعدہ ہو۔ یا ستمبر یا اکتوبر یا دوران سال کا وعدہ ہو۔ ایسے تمام احباب کوشش کریں کہ ان کا چندہ ۱۰ ر جولائی سے پہلے مرکز میں داخل ہو جائے تا ان کا نام دعا کے لئے حضور کے پیش ہو۔ اور ان کا نام پانچ ہزاری فوج کے رجسٹر میں لکھا جائے۔ اور ان کو بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دستخطی چٹھی ارسال ہو اور وہ اپنے وعدے کے وقت سے پہلے دینے والوں میں آ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سے زیادہ ثواب اپنے واسطے بھی لیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

خزانہ کی کنجیاں

قرآن مجید جواہرات کا ایک مقفل صندوق یا سیف ہے۔ اور اسکے اندر بڑے چھوٹے ۱۱۳ خانے ہیں اس سیف کے کھولنے کے لئے کنجیوں کا ایک گچھا ہے اس گچھے کا نام سورہ فاتحہ ہے۔ اس گچھے میں ایک ماسٹر کی Master Key ہے اس کا نام بسم اللہ ہے۔ اور باقی متعدد کنجیاں خاص خاص خانوں کی ہیں۔ ان کنجیوں کو مقطعات کہتے ہیں۔ آپ ان مقطعات کا ذکر اور خانے کھولنے کی ترکیب رسالہ مقطعات قرآنی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جو پبلشر شیخ محمد اسمٰعیل حالی بکڈپو پانی پت یا حکیم عبداللطیف تاجر کتب قادیان سے بقیمت ۸ علاوہ محصولڈاک مل سکتا ہے

ضروری اعلان

:- سیکرٹری صاحبان فنہری جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں التماس ہے کہ ازراہ کرم ششماہی رپورٹ کا فارم جو مئی ۱۹۴۴ء میں پر ہو کر آنا تھا۔ اور وہ اب تک نہیں آیا۔ جلد پر کر کے ارسال کردیں تاکید ہے۔ والسلام (ناظر بیت المال)

لوکل احباب کے لئے اطلاع

بہت سے احباب کی فرمائش پر ہم سرسوں کا خالص تیل ایسی جگہ سے منگوایا ہے۔ جہاں توریا یا تارامیرا ہوتا ہی نہیں۔ سر میں لگانے سبزی وغیرہ پکانے یا اچاروں میں ڈالنے کے لئے نہایت اعلیٰ ہے۔

طبیہ عجائب گھر قادیان

سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ہی سخت تاکیدی فرمان

"مہدی کے ظہور کی خبر سنتے ہی تم پر فرض ہے۔ کہ اسکی بیعت میں داخل ہو جاؤ۔ خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے۔" (مسلم)

یہ نہایت ہی سخت تاکیدی حکم ہے۔ احمدی جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ غفلت میں پڑی ہوئی دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچائے۔ اسکی آسان راہ یہ ہے۔ کہ آپ ہمارا اردو۔ انگریزی۔ گجراتی سستا لٹریچر منگوائیے۔ ہمیشہ اپنی جیب یا بیگ میں رکھیے۔ وقتِ تبلیغ تحفۃً دیجیے۔ دوسری راہ یہ ہے۔ کہ اپنے علاقے کے لوگوں کے یا لائبریریوں کے پتے معہ قیمت روانہ فرمائیے۔ ہم یہاں سے انکو روانہ کرینگے۔ عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

شباکن

ملیریا کی کامیاب دوا ہے

کونین کے اثرات بد کا شکار ہوئے بغیر اگر آپ اپنا یا اپنے عزیزوں کا بخار اتارنا چاہیں۔ تو "شباکن" استعمال کریں۔ قیمت یکصد قرص عہ پچاس قرص ۱۳ ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

شیطان سے بچنے کیلئے شیطان کانفرنس کا مطالعہ ضروری ہے

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ فرماتے ہیں:- "ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کی کتاب بعنوان "شیطان کانفرنس" میں نے بالاستیعاب پڑھی۔ اسلم صاحب کی یہ انوکھی تصنیف نفس مضمون میں اسقدر دلچسپ ہے۔ کہ میں نے اسے رات کے ۱۱ بجے سرسری طور پر دیکھنے کے لئے اٹھایا۔ مگر وہ میری توجہ کا اس قدر جاذب ہوئی۔ کہ اسے ختم کرنے کے بعد ایک بجے رات کو کھانا کھایا۔ اور صبح اپنے اہل بیت کو پڑھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ وہ گھر میں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھی گئی۔ میرے نزدیک ہر خاندان کے ہر فرد کو اس کا پڑھنا ازبس ضروری ہے۔

نوٹ:- جس دوست کو یہ کتاب پسند آئے اپنی رائے سے ضرور مطلع فرمائیں۔

قیمت چھ آنے علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:- اسلم سنز دار الفضل قادیان

وی پی ارسال کئے جا رہے ہیں وصول فرما کر ممنون فرمائیں

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۴ رجولائی۔ جرمن دفتر خارجہ کے پانچ افسر سپین پہنچے ہیں۔ یہ لوگ دوسرے ممالک سے معاہدات کرنے میں ماہر ہیں۔ پرتگال کے وزیراعظم بھی یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کوئی معاہدہ زیر تجویز ہو۔ برطانی سفیر مقیم سپین انگلستان روانہ ہو گئے ہیں۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ جرمن سپین کی وساطت سے صلح کی کوشش کر رہے ہیں۔

لنڈن ۳ رجولائی۔ فن لینڈ کے وزیر اعظم نے ایک تقریر براڈ کاسٹ کرتے ہوئے کہا کہ فن افواج روس کے خلاف برابر جنگ جاری رکھیں۔ روس کے ساتھ ہم ہرگز صلح نہیں کر سکتے۔ جرمنی نے جو قابل قدر مدد فن لینڈ کو دی ہے۔ اس کا صلہ ہمیں ضرور دینا چاہئے۔ جرمنوں کی مدد ضروری ہے۔ حکومت میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ امریکہ اور فن لینڈ کے تعلقات منقطع ہونے کی ذمہ داری امریکہ پر ہے۔

لنڈن ۳ رجولائی۔ فنلینڈ کی جرمن فوجوں کا کمانڈر جنرل ڈیٹ ایک حادثہ میں ہلاک ہو گیا ہے۔

بیروت ۳ رجولائی۔ ایک ہفتہ تک وزارتی جمود کے بعد لبنان کی حکومت مستعفی ہو گئی ہے۔ عام خیال ہے کہ پہلے وزیر اعظم کو ہی نئی وزارت مرتب کرنے کی دعوت دی جائے گی۔

چنگنگ ۴ رجولائی۔ جاپانی فوجوں نے کینٹن کے علاقہ سے شمال کی طرف جارحانہ حملہ شروع کر دیا ہے۔

دہلی ۴ رجولائی۔ مقامی حکومت نے دہلی میونسپلٹی کے سالانہ انتخابات کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ووٹروں کی فہرستوں کی تیاری کا کام عنقریب شروع ہو جائیگا۔

لنڈن ۴ رجولائی۔ جرمن ریڈیو نے آج صبح اعلان کیا ہے کہ ہٹلر نے اٹلی کے شہر فلورنس کو کھلا شہر قرار دے دیا ہے۔ تاکہ شہر کے قیمتی خزانوں کی حفاظت ہو سکے۔

ماسکو ۴ رجولائی۔ سفید روس کے پہلے محاذ پر ۲۴ اور ۲۹ جون کے درمیان پچاس ہزار جرمن ہلاک کر دیئے گئے۔ تینتیس ہزار سے زیادہ جرمن قیدی بنا لئے گئے۔ سفید روس کے دوسرے محاذ پر تیس ہزار جرمن ہلاک اور ۳۲۵۰ قید ہو گئے۔

ماسکو ۴ رجولائی۔ روسیوں نے پیروسک اور پیٹروز وڈسک پر قبضہ کر لیا ہے۔ سفید روس کے دارالسلطنت منسک میں توپوں کی گرج سنائی دے رہی ہے۔

لنڈن ۳ رجولائی۔ جرمن ہوائی جہازوں نے انگلستان کے ایک شہر پر چاکلیٹ مٹھائی کے ٹکڑے گرائے۔ جن کا معائنہ کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ان میں زہر ملا ہوا ہے۔

جھالاوار ۴ رجولائی۔ مہاراجہ صاحب کے ہاں لڑکا تولد ہوا ہے۔ اس کی خوشی میں تمام قیدی جن میں سیاسی قیدی بھی شامل ہیں رہا کر دیئے گئے ہیں۔

لنڈن ۳ رجولائی۔ ڈنمارک کے دارالسلطنت کوپن ہیگن میں لوگوں نے بغاوت کر دی ہے بازاروں میں جرمن سپاہیوں اور وطن پرست شہریوں میں لڑائی ہو رہی ہے۔ جرمنوں نے شہر کی ناکہ بندی کر دی ہے۔ تاکوئی باہر نہ جا سکے۔ سویڈن کے ساتھ سلسلہ ٹیلیفون کٹ گیا ہے۔

گومیلا ۴ رجولائی۔ تین مقامات پر دریائے گومتی میں سیلاب آ گیا ہے۔ کئی دیہات زیر آب ہو گئے۔ دریا کا پانی چڑھ کر تالابوں میں چلا گیا۔ اور اس طرح پینے کا پانی خراب ہو گیا ہے۔ پینے کے پانی کی سخت دقت محسوس کی جا رہی ہے۔

بمبئی ۴ رجولائی۔ جنرل سٹلویل کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ چین سے بڑھنے والی چینی فوجیں جنرل موصوف کی فوج سے صرف بیس میل کے فاصلہ پر ہیں۔

نئی دہلی ۴ رجولائی۔ گاندھی جی نے ۱۷ رجون کو لارڈ ویول کو جو خط لکھا تھا کہ جونہی ڈاکٹر مجھے سفر کرنے کی اجازت دینگے میں ہر جگہ آپ سے ملاقات کرنے کیلئے تیار ہوں۔ لارڈ ویول نے اسکے جواب میں لکھا۔ کہ ہم دونوں کے نقطۂ نگاہ میں بہت فرق ہے۔ اس لئے ہماری ملاقات سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح ورکنگ کمیٹی کے ممبروں سے آپ کی ملاقات فضول ہے۔ آپ تحریر کر چکے ہیں۔ کہ آپ اگست والی قرارداد کے اب تک حامی ہیں۔

لاہور ۴ رجولائی۔ کل ساڑھے چھ بجے ڈسٹرکٹ احرار کانفرنس منعقد ہوئی۔ حاضرین اجلاس کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔ تعزیت کی چند قراردادیں منظور کی گئیں۔

لنڈن ۴ رجولائی۔ کل تیسرے پہر نارمنڈی میں کوئی بڑا حملہ نہیں ہوا۔ آج صبح بھی لڑائی کا زور مدھم رہا۔ اتحادیوں نے دریائے اوڈون کے کنارے اپنے مورچے اور مضبوط کر لئے ہیں۔ شنبہ کے روز جرمنوں کی جو گت بنائی گئی تھی۔ آج کی خاموشی شاید اسی کا نتیجہ ہے۔ دشمن نے کچھ جوابی حملے کئے۔ مگر سب روک لئے گئے۔ کونو کے مغرب میں ایک جگہ امریکن فوج نے پاؤں جما لئے ہیں۔

لنڈن ۴ رجولائی۔ اٹلی میں سیانا کے اہم شہر پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے۔ فرانسیسی دستوں نے یہ شہر فتح کیا۔ اریزو کا اہم شہر اب صرف پندرہ میل ہے۔ بحیرہ ایڈریاٹک کی بندرگاہ انکونا دس میل ہے۔ ساحلی علاقہ میں دشمن سخت مقابلہ کر رہا ہے۔ پھر بھی اتحادی فوج بڑھتی جا رہی ہے۔ یوگوسلاویہ اور ہنگری میں دشمن کے فوجی ٹھکانوں پر زور کے ہوائی حملے کئے گئے۔ ان حملوں میں دشمن کے سترہ ہوائی جہاز بھی برباد ہوئے۔

لنڈن ۴ رجولائی۔ سفید روس میں روسیوں نے دہ ریلوے لائن بھی کاٹ دی ہے جس سے منسک کی جرمن فوج بھاگ کر نکل سکتی تھی۔

دہلی ۴ رجولائی۔ برطانی چھاپہ مار دستہ اکھرول پہنچ گیا ہے۔ جو منی پور کے علاقہ میں جاپانی رسد کی اہم چھاؤنی ہے۔ پلیل کے مشرق میں دشمن سے کئی جھڑپیں ہوئیں۔

واشنگٹن ۴ رجولائی۔ جزیرہ سائیپان میں امریکن فوج کہیں کہیں پانچ سو گز سے ایک میل تک بڑھ گئی ہے۔ اور ایک اہم پہاڑی پر قبضہ کر لیا ہے۔

واشنگٹن ۴ رجولائی۔ جنوب مغربی بحرالکاہل کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ یکشنبہ کو امریکن فوجیں نمفور کے جزیرہ پر اتر گئی ہیں۔ یہ جزیرہ ڈچ نیوگنی میں ہے۔ اور فلپائن سے آٹھ سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ امریکن فوج نے فوراً بڑھ کر ہوائی میدان پر قبضہ کر لیا۔ تیس جاپانی طیارے بھی امریکن فوج کے قبضہ میں آ گئے۔

لنڈن ۴ رجولائی۔ روسی فوج نے منسک فتح کر لیا ہے۔ اس خوشی میں گزشتہ شب ماسکو میں ۳۲۴ توپوں نے چوبیس چوبیس فائر کئے۔ مشرق کو جانے کا یہ اہم پھاٹک دو روسی فوجوں نے سر کیا ہے۔ روس میں منسک ہٹلر کی آخری بڑی چھاؤنی تھی۔ جرمنوں نے اسپر قبضہ رکھنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ دو لاکھ جرمن فوج اس علاقہ کا بچاؤ کر رہی تھی۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ ان میں سے کتنے روسی نرغہ میں پھنس گئے۔ منسک سے ایک ریلوے لائن پولینڈ کو اور دوسری ریاستہائے بالٹک کو جاتی ہے۔ اس فتح سے گویا وارسا اور برلین جانیوالے راستوں کا پھاٹک کھل گیا ہے۔ صرف دس روز ہوئے روسیوں نے موسم گرما کا بڑا حملہ شروع کیا۔ اور ان دنوں میں ۱۴۰ میل بڑھ چکے اور ہزاروں بستیوں کو آزاد کرا چکے ہیں۔

لنڈن ۴ رجولائی۔ شیر بورگ کے مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ امریکن فوج آگے بڑھ رہی ہے۔ اسنے دس میل لمبا مورچہ قائم کر رکھا ہے۔ اور بعض جگہ تین میل آگے بڑھ چکی ہے۔ میدانی فوج کی پیشقدمی سے قبل امریکن توپوں نے زبردست گولہ باری کی۔ اب امریکن فوج اس علاقہ کے جنوب میں پہنچ گئی ہے۔ جس میں جرمنوں نے پانی بھر دیا تھا۔ کاں کے علاقہ میں مقامی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ انگریزی فوج نے بکٹاویل کے گاؤں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس محاذ پر دونوں فوجیں اپنی صفیں درست کر رہی ہیں۔

دہلی ۴ رجولائی۔ شمالی برما کی مہم گزشتہ اکتوبر میں شروع کی گئی تھی۔ اب تک ستر ہزار سے زیادہ جاپانی اس مہم کے نتیجہ میں مارے جا چکے ہیں۔ زخمی اسکے علاوہ ہیں۔ اتنی جاپانی توپوں پر قبضہ کیا گیا ہے کہ جو پورے جاپانی ڈویژن کے لئے کافی ہو سکتی ہیں۔ دس ہزار مربع میل علاقہ پر قبضہ ہو چکا ہے۔ مچینا کے جنوب مغرب میں جاپانیوں نے کئی جوابی حملے کئے۔ مگر ہر بار منہ کی کھائی۔ آسام برما کی سرحد پر اتحادی دستے امپھال سے اکھرول جانیوالی سڑک کو دشمن سے صاف کر رہے ہیں۔

دہلی ۴ رجولائی۔ وائسرائے کے جنگی فنڈ میں دس کروڑ ۳۶ لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ صرف مئی ۱۹۴۴ء میں ۱۳ لاکھ روپیہ جمع ہوا۔